7/26

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۵ جنوری ۱۹۶۲ء

ہدیہ ۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

"زندگی سے کر رہا ہوں اکتسابِ زندگی"

عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیر کوٹلوی، رحمانیہ محل باب الزیادہ۔ مکہ مکرمہ

کمسنی کا دور آغازِ شبابِ زندگی
صبحِ عشرت اور شامِ جلوہ تابِ زندگی

اللہ اللہ یہ نمودِ مختصر اے موجِ آب
مٹ رہا ہے آج بن بن کر حسابِ زندگی

کل شئ ھالک پیغام ہے تقدیر کا
جس میں مضمر ہیں رموزِ انقلابِ زندگی

اختتامِ زندگی اور موت پر؟ ممکن نہیں
موت تو خود کھولنے آئی ہے بابِ زندگی

اس حیاتِ چند روزہ کا فسوں کھل جائیگا
نزع میں جس وقت اٹھیگا نقابِ زندگی

چشمِ عبرت کھول اسرارِ جہاں پر غور کر
تجھ پہ کھل جائیگا خود رازِ سرابِ زندگی

موت تیری گھات میں ہے آرزوئیں بیشمار
حشر سے غفلت ارے خانہ خرابِ زندگی

کلفتِ عالم میں ممکن ہی نہیں نورِ حیات
بزمِ عقبیٰ میں ملے گی آب و تابِ زندگی

زندگی کی لذّتیں زہرِ ہلاہل بن گئیں
دل ہوا جب مائلِ فکرِ حسابِ زندگی

دے رہے ہیں تجھ کو پیغامِ فنا موئے سفید
اور تو ہے آج بھی مستِ شرابِ زندگی

حرصِ دنیا، حرصِ زر، حرصِ طرب، حرصِ وقار
کیا یہی ہے بس متاعِ لاجوابِ زندگی

تو اسی کی روشنی میں اپنی منزل ڈھونڈ لے
ڈوبتا جاتا ہے تیرا آفتابِ زندگی

حال کیا ہوگا نہ جانے نغمۂ بے تاب کا
جب اچانک ٹوٹ جائیگا ربابِ زندگی

اس میں رکھا ہی نہیں کچھ داغِ عصیاں کے سوا
کاش سربستہ رہے اپنی کتابِ زندگی

قلزمِ ہستی کی گہرائی میں عاجزؔ ڈوب کر
زندگی سے کر رہا ہوں اکتسابِ زندگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ
مطابق
۵ جنوری ۱۹۶۲ء

جلد ۷ | شمارہ ۳۶

محکمہ تعلیم و محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ - گیارہ روپے - ششماہی چھ روپے

سہ ماہی - تین روپے - فی پرچہ ۲۵ پیسے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

مشرق وسطیٰ پر جنگ کے بادل

ایک وقت تھا - کہ مشرق وسطیٰ عالم اسلام کا قلب تھا - اور اب بھی اس کی حیثیت تو وہی ہے - مگر وہ قلب ضعف و اختلاج کا شکار ہے - جب سے مکہ معظمہ کے شریف حسین نے سید ہو کر اپنے نانا (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو فرنگی سیاست کا مہرہ بن کر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اس پروپگنڈا اور لالچ میں مبتلا ہوکر دھوکہ کھایا - کہ تم سید ہو تم عرب ہو تم عالم اسلام کے مرکز ہو - اور تم عظیم عرب سلطنت کے شہنشاہ بن سکتے ہو - اور اس فریب خوردگی کی وجہ سے ترکوں سے بغاوت کرکے قومیت اور جغرافیت کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کو تقسیم کئے جانے کا سبب بنا - اس وقت سے اب تک تمام ممالک مشرق وسطیٰ اور خاصکر عرب ممالک اغیار کی ریشہ دوانیوں کے آماجگاہ بنے رہے - خدا خدا کرکے مصر نے کروٹ لی - اور آزاد ہوکر اس نے اہل مغرب سے مرعوب یا انکے آلۂ کار شاہ فاروق سے نجات حاصل کی اس وقت سے عالم اسلام اور خاصکر عربوں کی ایک صحیح آزاد حیثیت تسلیم کر لی گئی۔

جب ناصر کی سرپرستی میں اہل مصر نے نہر سویز کو برطانیہ سے چھین لیا - جس کے بظاہر اسباب کی دنیا میں کوئی امید نہ تھی اور ساتھ ہی فرانسیسی شوکت و اثرات پر بھی ضرب کاری پڑنے لگی - اور فلسطین کے یہودیوں کے مقابلہ میں بھی ایک مضبوط مسلم حکومت سامنے آگئی - تو ان باطل قوتوں کے لئے یہ بات ناقابل برداشت تھی - اور حقیقت بھی یہی تھی - کہ مصر کا یہ شباب ان کے اقتدار کے لئے پیغام موت تھا - اس لئے ان تینوں نے سازش کرکے خفیہ تیاری کے بعد مصر پر حملہ کر دیا - اور ان کا خیال تھا - کہ تین دن کے اندر جمال عبدالناصر کو لنڈن کے جیل خانہ میں داخل کیا جا سکے گا - اور مصر و سویز پر مکمل قبضہ کے بعد مشرق وسطیٰ پر پھر ان کا طوطی بولیگا بلکہ مشرق بعید کو بھی مرعوب کیا جا سکے گا - مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا - مصر کے مقابلہ میں ان تینوں کو عبرتناک ذلت ہوئی - اور جمال عبدالناصر کی عزت و شہرت کو چار چاند لگ گئے اور وہ افریقہ اور خاص کر عربوں میں ہیرو کی حیثیت اختیار کر گیا - اور شام نے اس کیفیت سے متاثر ہوکر از خود مصر سے الحاق کر لیا دوسری طرف عراق کے عبدالکریم قاسم کو ناصر سے رقابت تھی - اور ادھر اردن کا شاہ حسین جو شریف حسین کی یادگار اور اس کے کردار کا وارث ہے - اغیار سے ساز باز کرتا رہا -

سعودی عرب میں بھی دو رائیں تھیں - بہر حال جمال عبدالناصر کی شخصیت مرکز جیسی بن گئی - اور اس طرح تمام عربوں کے حوصلے بلند ہوگئے - عراق و سعودی عرب کی سرحد پر کویت نامی ریاست نے بھی انگریزوں سے گلو خلاصی حاصل کر لی - مگر ضرورت کے وقت انگریزوں نے اس کو ہر طرح امداد دینے کا وعدہ کر لیا - عراق نے اس پر دعویٰ کیا - کہ کویت عراق کا جزو ہے مگر اس کو نہ مصر نے تسلیم کیا نہ سعودی عرب نے کچھ عرصہ کے بعد شام نے بقول ناصر کے سامراجی

سازشوں سے مصر سے الحاق ختم کر دیا۔ پھر شام اردن اور سعودی عرب ایک دوسرے کے بہت قریب ہوگئے جمال عبدالناصر شاہ سعود پر سخت الزام لگاتے اور کہتے ہیں۔ کہ ہم چاہیں تو دو ماہ کے اندر سعودی تخت پر شاہ سعود نظر نہ آئیں۔ مگر ہم سامراجیوں کے ایجنٹوں سے ایسا سلوک کرنا نہیں چاہتے۔ گویا وہ اردن شام کے ساتھ سعودی عرب کو بھی مغربی ممالک کا ایجنٹ کہنے لگ گئے ہیں۔ ممکن ہے شاہ سعود نے امریکہ کے دورہ میں کویت کو اپنے ساتھ ملانے کی بات چیت کی ہو یا کم از کم عراق کو یہ شبہ ہوگیا ہو۔ بہر حال عراق جو کویت کو اپنا حصہ تصور کرتا ہے۔ پھر تیز ہوگیا ہے۔ اور عام اخباری اطلاعات کے مطابق وہ کویت پر حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ ادھر انگریزوں نے افریقہ میں مقیم انگریزی فوجوں کو کویت بھیجنے کے انتظامات کردیے ہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اب صدر ناصر شاید عراق کی مخالفت نہ کرے۔ اور اسی وجہ سے انگریزی فوجوں اور جہازوں کو نہر سویز سے گزرنے کی بھی اجازت نہ دے۔ اور یہ جنگ عراق اور برطانیہ کے درمیان بلا واسطہ اور عراق و سعودی عرب کے درمیان بالواسطہ شروع ہوجائے اللہ تعالیٰ مسلم ممالک کو نظر بد سے بچائے۔ مگر عراق جو روس کا حلیف ہے۔ بعض جرائد کی رائے کے مطابق ناصر سے کوئی خفیہ بات چیت بھی کر رہا ہے۔ اب شاید ناصر کی مخالفت سے مطمئن ہوکر کویت پر حملہ کردے۔ اور اس رسالہ کے پہنچنے تک خدا نخواستہ جنگ چھڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا۔ جس کا خطرہ ہے۔ تو اس میں برطانیہ کو دور دراز سے یہ جنگ کامیاب کرانی مشکل ہوگی۔ ممکن ہے امریکہ کی ہمدردی بھی کویت سعودی عرب اور برطانیہ سے ہو لیکن عراق روسی امداد کے بل بوتے پر ان کی پرواہ نہ کرے گا۔ نہ یہ توقع ہے۔ کہ وہ عالم اسلام کے قلب میں یہ بحران پیدا کرنے کے عالمگیر برے اثرات کو خاطر میں لائے گا

باقی صفحہ ۱۶ پر

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۹ ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ ر دسمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ۔

اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ماننا توحید ہے

ہر جمعرات کو بعض احباب نئے آتے ہیں۔ میں فضیلت ذکر کی حدیث کئی مرتبہ پہلے سنا چکا ہوں۔ خلاصہ اس حدیث شریف کا یہ ہے۔ کہ مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر جمعرات مجلس ذکر میں شامل ہوکر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میری عادت ہے۔ کہ میں ذکر کے بعد کچھ نہ کچھ کتاب و سنت کی روشنی میں آپ کی اصلاح کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔ آج ایک نئی چیز عرض کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ کی ذات کو سب مانتے ہیں۔ ہندو۔ کافر بھی خدا کو وحدہ لاشریک لہ مانتے ہیں۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اکثر مسلمان بھی اس شرک میں مبتلا ہیں

خالص توحید یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مع اُس کی صفات کے ساتھ مانا جائے۔ اور اُس کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے۔ آج کل مسلمان اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات حاضر ناظر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حاضر ناظر نہیں۔ یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حاضر ناظر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب والشہادۃ نہیں ہے۔ نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی۔

قرآن مجید میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ سفر میں جاتے وقت قرعہ ڈال کر ایک بیوی کو ساتھ خدمت کے لئے لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کو ساتھ سفر میں لے گئے۔ راستہ میں جب قافلہ ٹھہرا۔ تو حضرت عائشہ رض قضا حاجت کے لئے رات کو باہر تشریف لے گئیں۔ پیچھے قافلے کے چلنے کا حکم ہوگیا۔ حضرت عائشہ رض چونکہ بہت نازک تھیں۔ اس لئے اُن کے کجاوے کو اٹھانے کو جو صحابی رض متعین تھے انہوں نے سمجھا کہ حضرت عائشہ رض اندر ہیں انہوں نے کجاوہ کو دیکھا نہیں اور اٹھا کر لے گئے۔ جب حضرت عائشہ رض قضا حاجت کے بعد جنگل سے واپس آئیں۔ تو قافلے کو نہ پاکر وہیں کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو نہ پاکر واپس تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔

ایک صحابی قافلے کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ تاکہ اگر کوئی چیز پیچھے رہ جائے۔ یا گر پڑے۔ تو وہ اٹھا کر لے آئیں۔ انہوں نے جب اِن کو کپڑا اوڑھ کر لیٹے دیکھا۔ تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اس سے حضرت عائشہ رض کی آنکھ کھل گئی اُس صحابی رض نے حضرت عائشہ رض کو پردہ کراکر اپنے اونٹ پر بٹھا کر خود مہار پکڑ

کر قافلے کے ساتھ مل گئے۔

منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت پریشانی ہوئی۔ آپؐ بہت غمگین رہنے لگے۔ کئی دن خاموش اور پریشان رہے۔ بالآخر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی برائت کا حکم نازل ہوا۔ تب جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی دور ہوئی

اس واقعہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر اور عالم الغیب والشہادۃ نہ تھے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا۔ تو کیوں اتنا پریشان ہوتے۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین سے ڈرتے تھے؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو اُن منافقین سے فرماتے۔ کہ اے بے ایمانو! مجھے پتہ ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ پاک ہیں تم اُن پر کیوں تہمت لگاتے ہو تم جھوٹے ہو۔

اللہ تعالےٰ کی صفات فقط اسی میں ہیں اور کسی میں نہیں ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے۔ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آج کل بزرگوں کی بزرگی کو بڑھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیر ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ اُن کو ہر ایک چیز کا علم ہے۔ ان جاہلوں کو یہ پتہ نہیں۔ کہ اس طرح ہم خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا کر مشرک بن رہے ہیں۔ یاد رکھو۔

مشرک ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا

اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات میں وحدہ لا شریک لہ ماننا توحید ہے اگر کوئی اللہ تعالےٰ کو ایک مانے مگر اس کی صفات میں غیروں کو شریک ٹھہرائے۔ تو وہ مشرک ہے

باقی صفحہ ۱۶ پر

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

تذکیر بآلاء اللہ

حضرت الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے ایک عجیب کتاب مسمّیٰ بحجۃ اللہ البالغہ لکھی ہے۔ جس میں فلسفہ شریعت پر بحث کی ہے۔ یعنی ہر حکم شریعت میں اللہ تعالےٰ نے کونسی حکمت مضمر رکھی ہے۔ اور وہ کتاب اتنی مشکل ہے۔ اور اس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب اسرار و حِکَم بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ کتاب اسرار و حِکَم مسائل شرعیہ کی جامع اور ادقّ ہے۔ اس کتاب کو فقط وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو اس نصاب تعلیم پر عبور کر چکا ہو۔ جو عالم اور فاضل بننے کے لئے ہندوستان کے مدارس عربیہ میں رائج الوقت ہے۔

بشرطیکہ

اس خوش قسمت طالب العلم کو ہمہ فنون کا واقف استاد مل جائے۔ اللھم یسر ولا تعسر ھذا الکتاب علی علماء الکرام

اس کتاب

میں ایک مضمون ہے۔ جس کے تین حصے ہیں۔ تذکیر بآلاء اللہ۔ تذکیر بایام اللہ۔ تذکیر بما بعد الموت۔ یہ آج کے مضمون کی تمہید تھی

نمبر۱

تذکیر بآلاء اللہ (تعالیٰ) ہے

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلا کر بندوں کو راہ راست پر لانا چاہتا ہے

پہلی نعمت

قولہ تعالیٰ (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے آرام کی جگہ بنایا ہے۔

دوسری نعمت

قولہ تعالیٰ (وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور تمہارے لئے چار پایوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر میں اور قیام کے دن ہلکے پاتے ہو۔

تیسری اور چوتھی اور پانچویں نعمت

قولہ تعالیٰ (وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کے روؤں سے اور بکریوں کے بالوں

سے کتنے ہی سامان اور مفید چیزیں وقت مقرر تک کے لئے بنادیں۔

چھٹی نعمت

قولہ تعالیٰ (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا)

(سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنا دئے۔

یعنی

ایسی چیزیں پیدا کردیں۔ جن کے سایہ میں آرام پاتے ہو۔ مثلاً کیکر کا درخت۔ بیری کا درخت شیشم کا درخت۔ وغیر ذلك

ساتویں نعمت

قولہ تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنا دیں۔

یعنی

پہاڑوں میں غاریں بنا دیں۔ جن میں تم چھپ سکتے ہو۔ یہ بھی اللہ (تعالےٰ) کا انسانوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔

آٹھویں اور نویں نعمت

(قولہ تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ٥)

(سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور تمہیں کرتے بنا دئے۔ جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ اور زرہیں جو تمہیں لڑائی میں بچاتی ہیں۔ اس طرح اللہ (تعالےٰ) اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے۔ تا کہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔

دونوں نعمتیں

جو ماسبق میں مذکور ہو چکیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ ایک کرتے وہ ہیں جو گرمی سے بدن کو بچاتے ہیں۔ اور دوسرے کرتے وہ ہیں جو جنگ میں تلوار کے زخم سے بچاتے ہیں۔ یعنی زرہیں جو میدان جنگ میں بہادروں کو دشمن کی تلوار سے بچاتی ہیں۔

نمبر ۲

تذکیر بایام اللہ (تعالیٰ)

اس موضوع پر ان قوموں کے حالات بیان کئے جائیں گے جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرکے تباہ ہوئی ہیں تاکہ موجودہ نسل ان کے حالات سے اطلاع پاکر عبرت حاصل کریں

نمبر ۱

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم

قولہ تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ٥ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں

فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اپنے رب کے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

بالآخر

قولہ تعالیٰ (فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ٥)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کردیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

تذکیرہ بایام اللہ کا مضمون باقی ہے جو انشا اللہ تعالےٰ آئندہ عرض کیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کراچی

معراج کی رات

منجملہ کمالات نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک یہ واقعہ ہے۔ جو مکہ میں بقول زہری ۵ھ نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جس کے راوی اتنے صحابی ہیں۔

حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عمروؓ، حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ حضرت جابرؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت سمرۃ بن جندبؓ، حضرت حذیفہ ابن الیمانؓ، حضرت شداد ابن اوسؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت مالک ابن صعصعہؓ حضرت ابی امامہؓ حضرت ابوایوبؓ، حضرت ابوحبہؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوسفیان بن حربؓ، مردوں میں سے ہیں اور عورتوں میں سے حضرت عائشہؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت ام ہانیؓ حضرت ام سلمہؓ، اور ان کے سوا اور بھی ہیں اب بعض واقعات لکھتا ہوں

واقعہ اوّل

آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ ام ہانی کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) **ف** جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانی کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا۔ آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا۔ وہاں سے آپ کو مسجد حطیم میں لے گئے، اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا۔ کہ وہاں پہنچ کر بھی لیٹ گئے **ف** اور چھت کھولنے میں یہ حکمت تھی کہ آپ کو ابتدائے امر ہی سے معلوم ہو جائے۔ کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت پیش آنے والا ہے

واقعہ دوم

کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے، اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ مسجد حرام میں سوئے تھے۔ کہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) میں سے کون ہیں، دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہیں۔ تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اسی کو لے لو آئندہ شب کو پھر وہی تینوں آئے اور کچھ بولے نہیں۔ اور آپ کو اٹھا لے گئے۔ (رواہ البخاری) **ف** یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتداء میں تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اٹھے تھے اور تمام واقعہ میں بیدار رہے، اور بعض روایات میں جو معراج کے اخیر میں آیا ہے۔ کہ پھر میں جاگ اٹھا۔ مراد یہ ہے۔ کہ اس حالت سے افاقہ ہوگیا اور بعض نے اس زیارت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا۔ کہ ان حاضرین میں سے کون سے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ قریش خانہ کعبہ کے پاس آکر سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی میں ہے۔ کہ اول جبریل و میکائیل آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے۔ پھر تین آئے، اور مسلم میں ارشاد نبویؐ ہے۔ کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے۔ ان تین میں ایک شخص ہیں جو دو شخص کے بیچ میں ہیں۔ اور مواہب میں ہے۔ کہ مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ اور حضرت جعفر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان سو رہے تھے۔

واقعہ سوم

اوّل آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا۔ اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا۔ اس سے آپ کا قلب دھویا گیا۔ پھر ایک اور طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت بھرا تھا۔ وہ قلب میں بھر دیا گیا۔ اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ کر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم)

ف ملائکہ کا زمزم شریف سے آپ کے قلب کو دھونا، حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک اس کی دلیل ہے کہ آب زمزم اس سے افضل ہے۔ (قالہ الشیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کی طشت کا استعمال باوجود اس کے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے۔ اول یہ کہ تحریم ذہب مدینہ میں ہوئی تو اس وقت تحریم نہ تھی۔ (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت میں استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپ نے استعمال نہیں کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلف نہیں (عن ابی جمرۃ) اور ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی چیز امور غیبیہ سے تھی۔ جس سے ایمان و حکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا میں بعض جواہر کا تلبس و استعمال قلب و دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے۔ چونکہ وہ سبب تھا۔ حکمت و ایمان کا اس لئے اس کا یہی نام رکھ دیا گیا (کذا قالہ النووی)

واقعہ چہارم

پھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے۔ جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا، جو اس قدر برق رفتار ہے۔ کہ اپنی

منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے۔ (رواہ مسلم) اور اس پر زین و لگام لگا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے۔ تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تجھ کو کیا ہوا۔ آپ سے زیادہ مکرم عنداللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ بس وہ عرق عرق ہوگیا (رواہ الترمذی) اور آپ اس پر سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی، اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔

ف

یہ شوخی براق کی غضبًا نہ تھی۔ بلکہ طربًا تھی، پھر آپ کے مرتبہ کی تحدید و استحضار تنبیہ سے خجل ہوکر ساکن ہوگیا جیسا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے۔ اور اس کو حرکت ہوئی اور آپ کے ارشاد سے ساکن ہوگیا۔ کہ اُثْبُتْ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ اور یہ بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان دنیا پر پہنچے (رواہ البخاری) اور بعض میں آیا ہے۔ کہ جبریل علیہ السلام نے براق پر اپنے پیچھے سوار کیا (رواہ ابن حبان فی صحیحہ و الحارث فی مسندہ) سو ان کو روایت بالا سے تعارض نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ اول اول جبریل علیہ السلام خود اس مصلحت سے سوار ہو لئے ہوں۔ کہ آپ کو طبعًا خوف معلوم نہ ہو۔ پھر اُتر کر رکاب تھام لی ہو اور دونوں حالتوں میں گاہ گاہ ضرورت ضرورت کے موقع پر آپ کو تھامنے کے لئے ہاتھ پکڑ لیتے ہوں۔

واقعہ پنجم

جب آپ منزل مقصود کو روانہ ہوئے۔ تو آپ کا گزر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اُتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی۔ پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گزر ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اُتر کر نماز پڑھیئے آپ نے نماز پڑھی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی، پھر بیت اللحم پر گزر ہوا۔ وہاں بھی نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے (رواہ البزاز و الطبرانی و صححہ البیہقی فی الدلائل) اور ایک روایت میں بجائے مدین کے طور سینا ہے۔ کہ آپ نے طور سینا پر پڑھی ہے۔ جہاں اللہ تعالٰے نے موسٰی علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے (رواہ النسائی)

واقعہ ششم

جس میں عجائب واقعات برزخ کے ملاحظہ فرمائے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ کا گزر ایک عجوزہ پر ہوا۔ جو سرراہ کھڑی تھی، آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اے جبریل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے آپ چلتے رہے۔ ایک بوڑھا رستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہے کہ اے محمدؐ! ادھر آیئے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آگے چلئے آپ آگے چلتے رہے اور آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا، السلام علیک یا اوّل، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ان کو جواب دیجئے اور اس حدیث کے آخر میں ہے۔ کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دنیا تھی۔ سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے۔ جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے۔ اور جس نے آپ کو پکارا تھا۔ وہ ابلیس تھا۔ اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دیدیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسٰی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام تھے (رواہ البیہقی فی الدلائل

اور

طبرانی اور بزاء کی حدیث میں بروایت ابوہریرہ یہ ہے۔ کہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا۔ جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں۔ اور کاٹ بھی لیتے ہیں۔ اور جب کاٹتے ہیں۔ پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کاٹنے کے قبل تھا۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ اللہ تعالٰے کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ کہ ان کی نیکی سات سو درجہ تک بڑھتی ہے۔ اور وہ لوگ جو

شبِ معراج

آج کی شب سرورِ لولاک پہنچے عرش پر　　منبع و سرچشمۂ ادراک پہنچے عرش پر
آج کی شب رحمتِ حق کے تجلی زار ہیں　　ظاہر و باطن کے نور پاک پہنچے عرش پر
آج کی شب ساکنانِ عرش کی قسمت کھلی　　شاہِ آب و باد و نار و خاک پہنچے عرش پر
تھا فضا میں مرتعش اک موجۂ سیلاب نُور　　جب جنابِ سرورِ لولاک پہنچے عرش پر
سرورِ کونین کی رحمت کا لے کر آسرا
کیا عجب گر دیدہ نمناک پہنچے عرش پر

حکیم آزاد شیرازی لائلپور

خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے ۔ اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے، پھر ایک قوم پر گزر ہوا۔ جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں۔ تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا۔ آپ نے پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں۔ جو فرض نماز سے سرگردانی کرتے ہیں پھر ایک قوم پر گزر ہوا کہ ان کی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے۔ اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے۔ اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں

پھر آپ کا گزر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا میں گوشت پکا ہوا رکھا ہے۔ اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے۔ وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہیں۔ اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہے۔ جس کے پاس حلال طیب بی بی ہو۔ اور پھر وہ حرام عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گزر ہوا۔ جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ اور وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا۔ اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام

نے کہا۔ یہ آپ کی امت میں ایسا شخص ہے۔ جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں۔ جن کے ادا پر قادر نہیں۔ اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے، پھر آپ کا ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ اور جب وہ کٹ چکتے ہیں۔ تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔ پھر آپ کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا اس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جا سکتا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا

یہ اس شخص کا حال ہے۔ جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے۔ پھر نادم ہو۔ مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گزر ہوا۔ اور وہاں پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی۔ آپ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے۔ کہتی ہے۔ کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ مجھ کو دیجئے۔ کیونکہ میرے بالا خانے اور استبرق، اور حریر، اور سندس، اور عبقری، اور موتی، اور مونگے، اور چاندی، اور سونا، اور گلاس، اور طشتریاں اور دستہ والے کوزے" اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے۔ تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سکان جنت) مجھ کو دیدیجئے (کہ وہ

ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ ہر مسلم اور مسلمہ، مومن اور مومنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے۔ اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اور جو مجھ سے ڈرے گا۔ وہ مامون رہے گا۔ اور جو مجھ سے مانگے گا۔ میں اس کو دوں گا۔ اور جو مجھ کو قرض دے گا۔ میں اس کو جزا دوں گا۔ اور جو مجھ پر توکل کرے گا۔ میں اس کو کفایت کروں گا۔ میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بے شک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ جو احسن الخالقین ہے۔ با برکت ہے۔ جنت نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔ پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا۔ کہ

یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما۔ کیونکہ میری زنجیریں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز) گرمی بہت تیز ہوگئی، اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا۔ کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ ہر مشرک مشرکہ اور کافر کافرہ اور متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہوگئی۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو دہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں

الصلوٰۃ معراج المومنین

آزاد شیرازی لائلپور

ہے یہ ارشادِ محمد مصطفےٰ صلّ علےٰ — ہر نمازی بالیقیں رکھتا ہے سر پر تاج حق
دل اگر ہو آئینہ عکس رخ محبوب کا — ہیں نمازیں مومنوں کیواسطے معراج حق

دیا۔ پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اس کا بھی جواب نہیں دیا اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ ایک عورت پر نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے۔ اور اس پر ہر قسم کی آرائش ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اس نے بھی کہا۔ اے محمد! میری طرف نظر کیجئے، میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا۔ اگر اس کا جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ آپکی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر آچکا ہے۔ اور ظاہراً یہ واقعات قبل عروج الی السموت دیکھے گئے۔ اور بعضے واقعات میں بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے۔ چنانچہ (اسی) حدیث بالا میں ہے۔ کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے۔ کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے۔ مگر اس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو حلال کو چھوڑتے ہیں۔ اور حرام کو کھاتے ہیں۔ اور اسی میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے۔ فوراً گر پڑتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا۔ کہ ان کے لب اونٹ کے سے ہیں۔ وہ چنگاریاں نگلتے ہیں۔ اور وہ ان کے اسفل سے نکل رہی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود لوگ ہیں۔ جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔ اور آپ کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جا رہا تھا۔ اور انہی کو کھلایا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ چغلخور عیب چیں تھے۔ **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہیں ہو مگر انکشاف اس کا مشروط نہیں صاحب کشف کے اس مکان میں ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ یہ احوال ان صورتوں کے نظر آتے ہوں۔ جو آدم علیہ السلام کے بائیں طرف تھیں

اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہیں کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی۔ تو بعض انبیا پر آپ کا گزر ہوا۔ جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا۔ اور بعض ایسوں پر گزر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا۔ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون صاحب ہیں۔ کہا گیا کہ موسیٰ اور ان کی قوم ہیں۔ لیکن اپنا سر اوپر اٹھائیے اور دیکھئے سو دیکھتا کیا ہوں۔ کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے۔ اور ان کے علاوہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (کذا رواہ الترمذی)

واقعہ ہفتم

جب آپ بیت المقدس پہنچے۔ حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت ہے۔ کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا۔ جس سے انبیاء علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے اور بزار نے بریدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر میں جو کہ بیت المقدس میں ہے۔ انگلی سے سوراخ کر کے اس سے براق کو باندھ دیا۔ **ف** دونوں روایتیں اس طرح جمع ہوسکتی ہیں کہ وہ حلقہ قدیم الزمان سے ہو۔ لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو۔ جبرئیل علیہ السلام نے انگلی سے کھول دیا ہو۔ اور دونوں حضرات باندھنے میں شریک ہوں۔ اور اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی۔ کہ وہ تو مسخر کر کے بھیجا گیا تھا۔ ممکن ہے۔ کہ اس عالم میں آنے سے اس میں کچھ آثار یہاں کے پیدا ہو گئے ہوں۔ اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو۔ تاہم اس کی شوخی وغیرہ سے آپ کے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو۔ اور حکمتوں کا احاطہ کون کر سکتا ہے۔

واقعہ ہشتم

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے اور اس مقام پر پہنچے۔ جس کا نام باب محمد ہے۔ تو براق کو باندھ کر دونوں صاحب فناء مسجد میں پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ! کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی۔ کہ آپ کو حور عین دکھلا دے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں! جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان کو سلام کیا۔ تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہ تم کس کے لئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں۔ اور ایسے مردوں کی بیبیاں ہیں جو صاف ہیں۔ پاک ہیں اور میلے نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ رہیں گے، کبھی جنت سے جدا نہ ہوں گے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور کبھی نہ مریں گے۔ سو وہاں سے ہٹ کر

تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ بہت سے آدمی جمع ہوگئے۔ پھر ایک مؤذن نے اذان کہی۔ اور تکبیر کہی گئی، ہم سب صف باندھکر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے۔ سو میرا ہاتھ جبریل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بیہقی نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں اور جبریل بیت المقدس (کی) مسجد میں داخل ہوئے اور دونوں نے دو دو رکعت نماز پڑھی اور ابن مسعودؓ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ میں مسجد میں گیا۔ تو انبیاء علیہم السلام کو میں نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں۔ کوئی سجدہ میں۔ پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست کرکے اس انتظار میں کھڑے ہوئے کہ کون امامت کرتے ہیں۔ سو جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے۔ کہ نماز کا وقت آگیا۔ اور میں ان کا امام بنا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت یہ ہے۔ کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہنچے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ تو تمام انبیاء آپ کیساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابوسعیدؓ سے اس طرح روایت ہے اور آپ نے داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اس جماعت کے آپ امام ہوئے جب نماز پوری ہوگئی۔ تو ملائکہ نے جبریل علیہ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس

پیام الٰہی (بعثت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں، فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ان پر تحیت نازل فرمائے۔ کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں۔ (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالےٰ کے خلیفہ ہیں۔ پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور ان سبھوں نے اپنے رب کی ثناء کی۔ سوا ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو مقتدا صاحب قنوت بنایا۔ کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے۔ اور مجھ کو آتش (نمرودی) سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی۔ کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر توریت نازل فرمائی۔ اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا۔ کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی کے موافق عدل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زبور کا علم دیا۔ اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا۔ اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور پرندوں کو بھی (تسبیح کے لئے مسخر فرمایا۔ اور مجھ کو حکمت اور (عمدہ آواز) عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا۔ اور شیاطین کو بھی مسخر فرمایا۔ کہ جو چیز میں

چاہتا تھا۔ وہ بناتے تھے۔ جیسے عمارات عالی شان اور مجسم تصاویر (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لئے شیاطین اور انسان اور جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا۔ اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی۔ کہ میرے بعد کسی کے لئے شایاں نہ ہوگی۔ اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم علیہ السلام کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بناکر کہدیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہوگیا اور مجھ کو لکھنا اور حکمت اور توراۃ و انجیل کا علم دیا۔ اور مجھ کو ایسا بنایا۔ کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا۔ تو خدا تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور مجھ کو ایسا بنایا۔ کہ میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور جزامی کو اچھا کر دیتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا۔ اور مجھ کو پاک کیا۔ اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثناء کی اور فرمایا۔ تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور میں بھی اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا۔ جس میں ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے۔ خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور میری امت کو امت

عادلہ بنا دیا۔ اور میری امت کو ایسا بنایا۔ کہ وہ اوّل بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا۔ اور میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب پر فائق ہوگئے۔ پھر آپ کے عروج الی السموات کا ذکر کیا۔ اور ایک روایت میں آپ نے بالخصوص تین پیغمبروں کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا پڑھنا اور ہر ایک کا حلیہ بیان فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا۔ کہ اے محمد! یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہیں۔ ان کو سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا۔ تو انہوں نے پہلے مجھ کو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے۔ کہ لیلۃ الاسراء میں دجال کو دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہراً اس اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دجال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا، یعنی اُس کی صورت مثالیہ کو کیوں کہ وہاں اس کا نہ ہونا ظاہر ہے

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

شیخ التفسیر امیر انجمن خدام الدین حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کا اعلان عام

لاہور۔ حضرت شیخ التفسیر امیر انجمن خدام الدین مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ کے ایک عام اعلان کے ذریعہ جامع مسجد ... رحیم روڈ مصری شاہ لاہور کے متولی مولانا نے اپنے صاحب زادہ حافظ مولوی حمید اللہ سلمہ کو مقرر کیا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ... ہوئی توفیق سے تعمیر کرائی ہے۔ اور اس سلسلہ میں کسی شخص سے ... پائی چندہ نہیں مانگا۔ ان اختیار کی رو سے میں اپنے چھوٹے ... حافظ حمید اللہ صاحب نظم و نسق کا ذمہ دار قرار دیتا ہوں

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دار العلوم کراچی

آدابُ السَّفَر

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے ۔ یہ اقامت تجھے پیغام سفر دیتی ہے

اہل بصیرت کے نزدیک تو دنیوی زندگی ساری ہی سفر ہے۔ اور ہر انسان قیام قیامت تک مسافر ہے۔ اُس کا وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں پہنچ کر ارشاد ہوگا کہ خُلُوْدٌ لَا مَوْتٌ (یعنی اب یہ حالت دائمی ہے جس کے بعد موت نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے پردیسی مقیم یا راہ رو مسافر۔ جس کو عام اصطلاح میں سفر کہا جاتا ہے وہ درحقیقت اسی سفر حقیقی کی ایک مثال ہے جو عبرت و یادگار کے طور پر دنیا میں لائی گئی۔ عقلمند کا فرض ہے کہ وہ اس سے سبق لے اور خدا کی ان نشانیوں پر اندھوں کی طرح نہ گذر جائے اور ہر وقت سفر آخرت کی تیاری میں مشغول رہے اور اپنے سفر و حضر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے موافق بنانے کی کوشش کرے۔

نیّت سفر

عادتاً سفر دو قسم کے ہو سکتے ہیں (۱) خالص دین کے لئے (۲) دنیا کے لئے۔

اوّل کی مثال سفر حج، سفر جہاد سفر طلب علم کے لئے۔ سفر علماء و صلحاء کی زیارت کے لئے۔ سفر اپنے دینی بھائی کی زیارت کے لئے خواہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ ان میں جس درجہ کا مقصد ہے اُسی درجہ میں سفر فرض، واجب یا مستحب ہوتا ہے اور بہر حال ان میں ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔

دوسرا سفر دنیا کے واسطے۔ جیسے تجارت کے لئے یا کسب معاش کی کسی دوسری صورت کے لئے۔ یا محض تفریح طبع کے لئے۔ یہ بھی ایک حد تک فرض و واجب و مستحب ہوتے ہیں اور ضرورت سے زائد مباح اور جائز لیکن عقلمند کے لئے مناسب ہے کہ اس سفر میں بھی نیّت دین کی رکھے کیونکہ تمام دنیا کے کاروبار دین کی نیت کرنے سے عبادت بن جاتے ہیں۔ مثلاً:۔

تجارت کے لئے نکلے تو یہ نیّت کرے کہ جن لوگوں کا نان نفقہ حق تعالےٰ نے میرے ذمہ واجب کیا ہے وہ ادا کروں گا اور اس سے جو بچے گا اُس میں اپنے مفلس بھائیوں کی امداد یا دوسری مذہبی ضرورتوں میں صرف کروں گا۔ سال پورا ہونے پر زکوٰۃ، صدقۃ الفطر ادا کروں گا۔ قربانی کروں گا۔ سفر حج کے لئے کافی جمع ہو گیا تو حج کروں گا۔

۱۔ سفر کے لئے جمعرات یا شنبہ کا دن زیادہ مبارک اور بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں دنوں میں سفر کرنے پر برکت کی دعا فرمائی ہے۔

(تخریج العراقی علی الاحیاء)

۲۔ جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے سفر کرنا بہتر نہیں مگر جائز ہے۔ اور بعد اذان کے قبل نماز جمعہ سفر کرنا حرام ہے۔

(عن ابن عمرؓ کنز ص ۲۴۵ ج ۳)

۳۔ علی الصبح سفر کرنا بھی مبارک ہے۔ حدیث شریف میں اُس کے لئے بھی دعا فرمائی ہے۔

(ترمذی بسند حسن)

۴۔ مناسب ہے کہ کوئی اپنا رفیق سفر تلاش کر لے (بالخصوص

طویل سفر کے لئے) اس میں بہت سے دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔ حدیث میں اس لئے اکیلے سفر کرنا پسند نہیں کیا گیا۔ رفیق ایک بھی کافی ہے مگر چار رفیق ہونے زیادہ بہتر ہیں۔

(رواہ الترمذی و ابو داؤد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۵۔ اگر چند آدمی مل کر سفر کرنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ کسی ایک کو اپنا امیر بنا لیں اور جب آپس میں کوئی اختلاف رائے پیش آئے تو اس کے فیصلہ پر عمل کریں اگرچہ خلاف طبع ہو۔ حدیث میں اس کا حکم فرمایا گیا ہے۔

(ابو داؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ کنز صفحہ ۳۷۰ ج۳)

۶۔ سفر سے پہلے ضروری سامانِ سفر تیار کر لے تاکہ دوسروں کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے۔ سفر میں سرمہ، کنگھی، مسواک، قینچی، ساتھ رکھنا سنت ہے۔

(تخریج عراقی علی الاحیاء عن الطبرانی بضعف)

۷۔ مستحب ہے کہ سفر سے پہلے استخارہ کرے یعنی دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ نَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ نَسْئَالُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَ لَا نَعْلَمُ وَ تَقْدِرُ وَ لَا نَقْدِرُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا السَّفَرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا السَّفَرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ اَوْ دُنْیَایَ اَوْ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْہُ ثُمَّ اقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

(تنبیہ) اہل عرب کی عادت تھی اور اب بھی قدیم طرز کے ہندوؤں کی عادت ہے کہ سفر کے لئے کوئی طالع نجوم دیکھتا ہے اور کوئی جانوروں سے فال نکالتا ہے۔ کوئی کسی اور طرح فال لیتا ہے۔ ہزاروں درود ہوں ہمارے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں اللہ تعالیٰ نے ان در در کی ٹھوکروں سے نجات دی اور سب کے قائم مقام استخارہ کو فرما دیا جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔ ما خاب من استخار (یعنی جو شخص استخارہ کر کے کام کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

سفر کے وقت

اپنے مقامی دوستوں اور اعزاء و اقرباء سے رخصت ہو۔ (ابن ماجہ)

دوستوں عزیزوں سے رخصت ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ

(نسائی۔ فی عمل الیوم واللیلة)

وَ اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُہٗ (ابن ماجہ) جو شخص بوقتِ رخصت یہ دعا پڑھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی تمام چیزیں محفوظ رہیں گی۔ اور رخصت کرنے والے مقیم لوگوں کو چاہئے کہ بوقت رخصت یہ دعا پڑھیں:۔

فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَ فِیْ کَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَ غَفَرَ ذَنْبَکَ وَ وَجَّھَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُ کُنْتَ۔

ترجمہ:۔ تم اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں سفر کرو۔ اللہ تمہیں توشہ تقویٰ عطا فرمائیں اور تمہارے گناہ بخش دیں اور جس جگہ تم جاؤ تمہیں خیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔

جب سفر کے لئے کپڑے پہنے

حدیث میں ہے کہ سفر میں جانے والے کا بہترین خلیفہ جس کو وہ اپنے گھر بار کی نگرانی کے لئے چھوڑتا ہے وہ چار رکعتیں ہیں جو لباس سفر پہننے کے بعد اپنے گھر میں پڑھتا ہے۔ جس میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد الخ پڑھی جاتی ہے اور چاہئے کہ یہ چار رکعت پڑھ کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ بِھِنَّ اِلَیْکَ فَاخْلُفْنِیْ بِھِنَّ فِیْ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ۔

(تخریج العراقی علی الاحیاء)

ترجمہ:۔ یا اللہ! میں ان رکعتوں کے ذریعہ تجھ سے قرب حاصل کرتا ہوں تو ان کی وجہ سے میرے اہل و عیال اور مال کی حفاظت فرما۔

جب گھر سے نکلے

تو یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلُ عَلَیَّ

ترجمہ:۔ میں اللہ کے نام پر سفر شروع کرتا ہوں اور اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ اور کسی کام کی قوت نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔ اے میرے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا دوسروں کو گمراہ کروں اور اس سے کہ میں لغزش کروں یا کسی دوسرے کو لغزش دوں اور اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے اور اس سے کہ میں کسی سے بدخلقی کروں یا کوئی مجھ سے بدخلقی کرے۔

جب سواری پر سوار ہو

تو تین بار اللہ اکبر کہے اور یہ پڑھے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے ہمارے لئے اس سواری کو تابع بنا دیا۔ حالانکہ ہماری طاقت نہ تھی کہ اس کو تابع بنا لیتے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اور پھر یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ التَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَ اَطْوِلَنَا الْبُعْدَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَةُ

فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا۔

(زاد المعاد۔ صفحہ ۲۸۷ ج ۱)

ترجمہ:۔ یا اللہ! میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اس سفر میں نیکی اور تقویٰ اور وہ عمل جس سے تو راضی ہو۔ یا اللہ! مجھ پر یہ سفر سہل فرما دے اور میرے بعد مسافت کو طے فرما دے یا اللہ تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے اور تو ہی وطن میں میرے اہل و مال کا نگران ہے۔ یا اللہ سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور ہمارے اہل و عیال کا نگران ہو۔

اور صحیح مسلم کی روایت میں اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَمِنْ دَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ۔

ترجمہ:۔ یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر کی شدت و مشقت سے ناکام لوٹنے سے اور ترقی کے بعد تنزل سے اور مظلوم کی بد دعا سے اور اہل و مال میں کوئی ناگوار بات دیکھنے سے۔

راستہ میں

جب کسی بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے اور یہ پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

اور جب پستی میں اترے۔ تو سبحان اللہ کہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی یہی عادت تھی۔

(زاد المعاد مصری صفحہ ۲۸۰)

مسئلہ:۔ اپنے رفیق کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اگر تکلیف بھی پہنچائے تو صبر کرے اور اگر حاجت سے زائد خرچ یا کھانا وغیرہ پاس ہو تو غریب رفقاء کی امداد کرے۔

مسئلہ:۔ کتا اور گھنٹا سفر میں ساتھ نہ رکھے۔ حدیث میں ہے کہ اس جماعت کے ساتھ نیکی کے فرشتے نہیں جاتے جس کے ساتھ کتا یا گھنٹا ہو۔ لیکن آج کل جو گھنٹی بائیسکل وغیرہ میں لوگوں کو ہٹانے کے لئے لگائی جاتی ہے۔ وہ اس میں داخل نہیں اس کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر سواری کسی جانور پر ہے تو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اس پر رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ جانور کے منہ پر نہ مارے کہ حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

مسئلہ:۔ جانور کی پیٹھ پر سوئے نہیں کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے۔

مسئلہ:۔ صبح و شام کچھ دیر کے لئے جانور کی پشت سے اتر کر پیادہ بھی چلے یہی سلف صالح کی سنت ہے اس میں جانور بھی کچھ آرام حاصل کر لے گا اور اپنے بھی ہاتھ پاؤں کھل جائیں گے۔

مسئلہ:۔ ضروری ہے کہ جس کا جانور کرایہ پر کیا جائے اس کو ٹھیک ٹھیک بتلا دیا جائے کہ فلاں فلاں سامان اس پر لادوں گا۔

مسئلہ:۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی سوار اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے اور اگر فضول اشعار اور گانے میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے۔

جب کسی منزل پر اترے

تو مستحب ہے کہ دو رکعتیں نفل پڑھے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

جب رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:۔

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَیْکِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ کُلِّ اَسَدٍ وَحَیَّۃٍ وَعَقْرَبٍ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ مَا وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (زاد المعاد عن مسند احمد)

ترجمہ:۔ اے زمین! میرا تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے اور جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور جو تیرے اوپر چلتی ہے۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ہر شیر اور سانپ اور بچھو سے اور ہر شہر کے رہنے والے سے اور باپ اور اس کی اولاد سے۔

اور جب صبح ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:۔ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَنِعْمَتِہٖ وَحُسْنِ بَلَائِہٖ عَلَیْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَیْنَا عَائِذًا بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔ اس کو تین مرتبہ بلند آواز سے کہے۔

(زاد المعاد)

جب دور سے اس بستی کو دیکھے جہاں جانے کا ارادہ ہے

تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ (زاد المعاد)

ترجمہ:۔ یا اللہ پروردگار سات آسمانوں اور ان تمام چیزوں کے جو آسمان کے نیچے ہیں اور رب سات زمینوں کے اور ان تمام چیزوں کے جو زمین کے اوپر ہیں۔ اور رب شیاطین کے اور ان لوگوں کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے اور رب ہواؤں کے اور اس چیز

کے جس کو ہواؤں نے اُڑایا ہے ہم تجھ سے اُس بستی کی اور اس کے رہنے والوں کی اور اُن چیزوں کی جو اس میں خیر اور بھلائی طلب کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اُن چیزوں کے شر سے جو اس میں ہے پناہ مانگتے ہیں۔

اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَ حَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔

ترجمہ:۔ یا اللہ ہمیں اس بستی کے فوائد سے منتفع فرما اور ہمیں اس کے باشندوں کے قلوب میں محبوب بنا دے اور اس کے نیک باشندوں کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے

جب اُس بستی میں داخل ہو تو حسب گنجائش اچھا لباس پہنے حدیث میں اس کا ارشاد وارد ہے۔

سفر سے واپسی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسافروں کو فرمایا کرتے تھے کہ جب سفر میں اپنی حاجت سے فارغ ہو جاؤ تو پھر دیر نہ لگاؤ فوراً واپس آ جاؤ۔

۲۔ مستحب ہے کہ جب سفر سے لوٹے تو اپنے اہل و عیال اور دوستوں کے لئے کوئی تحفہ کھانے پینے وغیرہ سے اپنی گنجائش کے موافق ساتھ لیتا آئے۔ حدیث میں اس کی یہاں تک تاکید آئی ہے کہ کہ اگر اور کچھ نہ ملے تو اپنی جھولی میں کوئی ڈھیلا ہی ڈال کر لے آئے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ لکڑیوں کا گٹھا ہی لے آئے۔ تاکہ گھر والے خوش ہوں (کنزالعمال ص ۲۴۰) ڈھیلا پتھر اٹھا لانے سے یا تو غرض محض تاکیدی مبالغہ ہے اور یا یہ کہ وہ ڈھیلا پتھر وغیرہ جس سے گھر والوں کو کچھ نفع ہو۔

۳۔ واپسی میں بھی جب کسی بلندی پر چڑھے تو تین مرتبہ تکبیر کہے پھر یہ دعا پڑھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ وَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ (زاد تخریج الاحیاء)

ترجمہ:۔ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کا ملک ہے اور اُسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے اور اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ سچ فرمایا۔ اور اپنے بندہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی اور احزاب کفار کو تنہا شکست دی۔

اور جب اپنی بستی پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا۔ (احیاء)

ترجمہ:۔ یا اللہ ہمارا وہاں قرار بنا دے اور عمدہ رزق عطا فرما۔

مسئلہ:۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے کہ کوئی شخص سفر طویل سے واپس آکر اچانک رات کو اپنے گھر پہنچ جائے .... عن جابرؓ بالفاظ مختلفہ کنز ص ۲۴۰ ج ۳) لیکن اگر پہلے سے اپنے پہنچنے کی اطلاع دے چکا ہے یا سفر مختصر تھا تو رات ہی کو گھر پہنچ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ خود بعض الفاظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی خاص ضرورت رات ہی میں پہنچنے کی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ جب اپنی بستی میں داخل ہو تو مسجد میں جائے۔ اور دو رکعتیں نماز پڑھے کہ یہی سنت ہے نبی کریم صلی اللہ وسلم کی۔

اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:۔ تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا۔

ترجمہ:۔ ہم توبہ کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے گا۔

مسئلہ:۔ سفر سے واپس آنے والوں کے ساتھ معانقہ اور مصافحہ کرنا سنت ہے۔

قرآن مجید سورۂ نساء میں حق تعالےٰ نے جہاں اپنا حق عبادت انسان پر لازم فرمایا ہے وہیں والدین اور دوسرے رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں کے ساتھ اور نزدیک و دور کے پڑوسیوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے اُسی کے ساتھ والصاحب بالجنب فرما کر اُس شخص کو بھی شامل کیا ہے جو ریل یا جہاز یا اور کسی مجلس میں آپ کے ساتھ بیٹھا ہے اس لئے مسافر پر ضروری ہے کہ ہمسفر رفیقوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ کم از کم اُن کو تکلیف پہنچانے سے پورا احتراز کرے۔

مسئلہ:۔ ریل یا جہاز میں یا ریلوے پلیٹ فارم پر یا ویٹنگ روم میں جہاں سب مسافروں کا حق برابر ہے اُس میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دوسرے مسافروں کو تکلیف ہو جائز نہیں۔ مثلاً گندگی پھیلانا پھل وغیرہ کھا کر چھلکے بکھیر دینا پان کی پیک یا سگریٹ کا دھواں اس طرح چھوڑنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو سخت گناہ ہے حدیث میں ایسے کام کرنے والوں پر لعنت کے الفاظ آتے ہیں۔

مسئلہ:۔ ریل کی کھڑکیوں سے پان کی پیک یا پانی وغیرہ اس طرح ڈالنا جس سے پچھلی کھڑکیوں میں بیٹھنے والوں پر چھینٹا پڑ جائے۔ یہ سب اُسی ایذا رسانی میں داخل اور حرام ہیں۔

مسئلہ:۔ ریل اور جہاز کے

غسلخانوں کو گندہ کر دینا جس سے بعد میں آنے والے کو نفرت ہو یہ بھی اُسی درجہ کا گناہ ہے۔

مسئلہ:۔ اونٹ، گھوڑے وغیرہ کی سواری پر نماز فرض بلا عذر جائز نہیں۔ اسی طرح بیل گاڑی یا گھوڑا گاڑی جبکہ اُس کا جوا وغیرہ جانور کے کاندھوں وغیرہ پر رکھا ہو اس میں نماز جائز نہیں۔ جانور کو کھول کر الگ کر دیں تو جائز ہے۔
(امداد الفتاویٰ)

مسئلہ:۔ اونٹ کے اوپر شغدف میں بھی نماز فرض اور وتر جائز نہیں لیکن اگر اونٹ سے اترنے پھر چڑھنے پر قدرت نہ ہو یا قافلہ چلے جانے کا خطرہ ہو تو شغدف میں ہی نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ)

مسئلہ:۔ ریل گاڑی کھڑی ہو یا چل رہی ہو اس میں نماز جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۳۵ ج۱)

ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

ریل میں بلاعذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ قیام فرض ہے بلاعذر شرعی کے بیٹھ کر پڑھنے سے نماز فرض ادا نہ ہوگی۔
(شرح منیہ و امداد الفتاویٰ ص۳۵۱ ج۱)

مسئلہ:۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی مرض یا کمزوری کے سبب ریل کی حرکت میں کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا، گر جانے کا خطرہ ہے اُس کے لئے بیٹھ کر نماز جائز ہے۔ جیسے زمین پر نماز پڑھنے کا حکم ہے کہ جو قیام پر قدرت نہیں رکھتا بیٹھ کر پڑھے۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ عام حالات میں عام لوگ چلتی ہوئی ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر بہت سے لوگ ناواقفیت سے بلا وجہ بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ:۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ریل میں استقبال قبلہ شرط نہیں۔ جس طرف کو چاہتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ریل میں بھی استقبال قبلہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ درمیان نماز میں ریل کے رخ کے ساتھ رخ بدلتا جائے۔

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے۔ سِتَّانِ وَ سَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ

ترجمہ۔ ۷۲ فرقے اُن میں سے دوزخ میں جائیں گے۔ اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ جنت میں کون سا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

ترجمہ۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی

اگر مرتبوں کی حفاظت نہ کی۔ تو بے ایمان ہوکر مروگے۔

آجکل جو بزرگوں کو نبیوں کے برابر اور نبیوں کو خدا کے برابر کر دکھائے وہ پکا مسلمان ہے اور جو یہ کہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہ فقط خدا کی ذات ہے۔ وہ وہابی۔ جو ختم شریف میں یتیموں کا مال کھائے۔ غیر اللہ کو پکارے وہ مسلمان۔ اور جو یتیموں کا مال نہ کھائے۔ فقط خدا تعالیٰ کی ذات کو پکارے وہ وہابی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توحید خالص عطا فرمائے۔ توحید خالص کے ساتھ زندگی بسر کرائے اور خاتمہ بھی توحید خالص پر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے
(آمین یا الہ العالمین)

بقیہ اداریہ صفحہ ۴ سے آگے

بہر حال شام اردن اور سعودی عرب کی رفاقت کے بعد اگر مصر اور عراق میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ تو کوئی بعید نہیں ہے۔ ہم خطۂ زمین میں فساد کو عالم اسلام کے لئے مضر سمجھتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ مشرق وسطیٰ سے جنگ کے بادل چھٹ جائیں۔ اور مسلم ممالک اغیار سے جوڑ توڑ کرنے کی بجائے آپس میں ملکر بیٹھیں آمین۔

ارشاد نبوی

قرض کی ادائیگی

مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَائَہَا اَدَّاہَا اللّٰہُ عَنْہُ وَمَنْ اَخَذَہَا یُرِیْدُ اِتْلَافَہَا اَتْلَفَہُ اللّٰہُ
(بخاری روایت ابی ہریرہؓ)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بطور قرض لوگوں کا مال لے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ قرض ادا کرا دیتے ہیں۔ اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے کی نیت سے لے تو خدا اسے برباد کردیتا ہے۔

انسان ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا اسی لئے خدا نے باہمی تعاون کو ضروری قرار دیا ہے۔ تعاون کی متعدد صورتوں میں سے ایک صورت قرض کی بھی ہے۔ زندگی میں ہر انسان پر ایسا وقت آسکتا ہے۔ اور آتا ہے۔ کہ وہ اپنا کام چلانے اور پیش آمدہ مشکلات پر قابو پانے کے لئے دوسروں سے قرض لینے کے لئے مجبور ہوجاتا ہے۔ لیکن یہی قرض جہاں زندگی کی مشکلات دفعہ کرتا اور نازک موقعوں پر انسان کی شرف و عزت کی حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔ تو ساتھ ہی فتنہ و فساد اور ذلت و رسوائی کا موجب بھی ہو جاتا ہے۔ اسلام قرض کے لین دین میں فریقین سے جس جذبۂ اخلاص کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر وہ موجود ہو۔ تو بلا شبہ قرض تعاون باہمی کی ایک بہترین شکل ہے۔ ورنہ اگر کسی ایک فریق میں بھی جذبہ تعاون کے بجائے کوئی دوسرا غلط جذبہ کار فرما ہے۔ تو یہ قرض ہمدردی اور تعاون کے بجائے انقطاع تعلق اور فتنہ و فساد کا موجب ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں ایسے شخص کے لئے وعید ہے کہ جو قرض لے کر ادائیگی کی نیت نہ کرے۔ اور نہ ادا کرنے کے لئے کوشاں ہو۔ ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہوگا۔

سید عبدالرؤف عالی مدیر القاسم دیوبند

انسانیت کے چراغ

حجاج بن یوسف سے کون واقف نہیں۔ یہ وہ ظالم حکمران تھا۔ جس نے طاقت کے نشے میں حق پرستوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے لوگ اس کے سامنے سچ بات کہتے ہوئے خوف کھاتے تھے۔ کیونکہ حجاج اپنے مخالفوں کو معمولی معمولی بات پر سزا دیتا تھا۔

لیکن اسی زمانے میں ایسے برگزیدہ انسان بھی موجود تھے۔ جو اس ظالم سے کبھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔ جب کبھی انہیں سچ بات کہنے کا موقعہ ملا انہوں نے بے خوف ہو کر حق بات کہی اور اپنی جان کی ذرا پرواہ نہ کی۔ ایسے ہی ایک بزرگ تابعی سعید بن جبیر تھے۔ جنہوں نے حجاج کے روبرو اعلان حق کیا۔ سعید نے ظالم حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ شکست کے بعد یہ مکہ چلے آئے تھے حکومت کی طرف سے مکہ کا نیا حاکم بھیجا گیا۔ اس نئے حاکم نے مکہ جاتے ہی ایک تقریر کی اس نے لوگوں سے کہا۔ جو شخص سعید کو پناہ دے گا۔ اس کی خیر نہیں۔ جس شخص کے گھر سعید ملے گا۔ اس کے پڑوسیوں تک کے مکانات ڈھا دوں گا۔ پھر اس نے قسم کھائی کہ جس گھر میں وہ ملیگا اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

سعید بڑی دقت کے بعد گرفتار کر لئے گئے۔ مکہ کے حاکم نے انہیں حجاج کے پاس بھیج دیا ظالم کو انتقام کا موقع مل گیا اس نے سعید کو دربار میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ دربار میں لائے گئے۔ تو اس نے بڑے تکبر سے پوچھا

حجاج۔ تیرا کیا نام ہے۔ سعید میرا نام سعید بن جبیر ہے۔ حجاج (غصے سے) تیرا نام شقی بن کبیر ہونا چاہئے۔ سعید۔ میرا نام میری والدہ تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔ حجاج۔ (اور زیادہ غصہ سے) تو بھی بدبخت! تیری ماں بھی بدبخت۔ سعید (تحمل سے)۔ غیب کا حال جاننے والا تو نہیں ایک اور ہستی ہے۔ حجاج۔ (تنک کر) دیکھ اب میں تجھے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔ سعید (بے پروائی سے) تب تو واقعی سعادت میرے حصہ میں آئی ہے۔ میری ماں نے میرا نام ٹھیک ہی رکھا تھا۔ حجاج اب میں تجھے زندگی کے بدلے جہنم رسید کروں گا۔ سعید۔ مگر جنت اور جہنم تیرے اختیار میں ہوتا تو میں تجھے معبود بنا لیتا۔ حجاج (بھڑک کر) تیرے لئے ہلاکت ہے سعید۔ ہلاکت اس شخص کے لئے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں دھکیل دیا جائے۔ حجاج۔ (نرم لہجے میں) تجھے کس طرح سے قتل کروں سعید۔ جس طرح تجھے قتل ہونا پسند ہو۔ حجاج (نرم لہجے میں) کیا تجھے معاف کر دوں؟ سعید۔ اصل معافی خدا کا معاف کرنا ہے۔ تیرے معاف کرنے کی میری نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں۔

اب تو حجاج کے غصے کی انتہا ہو گئی۔ اس نے حضرت سعید کے اس لب و لہجہ سے اپنی توہین محسوس کی۔ فوراً جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔ حضرت سعید قتل کا حکم سن کر ہنس دیئے۔ حجاج نے پوچھا ہنسے آپ نے کہا اللہ تعالےٰ کا تجھ پر حلم دیکھ کر۔

حجاج نے حکم دیا۔ کہ اس کی گردن میرے سامنے اڑا دو آپ نے قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے یوں مخاطب ہوئے۔

میں نے اپنا منہ اس پاک ذات کی طرف کر لیا ہے۔ جس نے زمین اور آسمان بنائے۔ اور میں سب طرف سے ہٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہوں اور اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔

حجاج نے حکم دیا۔ کہ سعید کا منہ کعبہ کی طرف سے پھیر کر نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔ چنانچہ زبردستی ان کا منہ پھیر دیا گیا۔ سعید بولے۔ تم جس طرف بھی میرا منہ پھیرو گے ادھر خدا ہے۔ اور وہ دل کے بھیدوں سے خوب واقف ہے۔ حجاج نے جھنجھلا کر کہا۔ اسے منہ کے بل اوندھا ڈال دو۔ آپ نے زمین پر گرتے ہی قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا پھر اسی میں تم کو لائیں گے۔ اور پھر اسی سے تم کو دوبارہ اٹھائیں گے۔

حجاج نے تیسری مرتبہ پھر قتل کا حکم دیا تو حضرت سعید بولے۔ میں تجھے اپنے ایمان پر گواہ بناتا ہوں۔ پھر کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا۔ یہ امانت حفاظت سے رکھنا۔ قیامت کے دن جب تجھ کو ملوں گا تو لے لوں گا۔

جب شہید کر دئے گئے۔ تو ان کے جسم سے خون بہت نکلا جس سے حجاج کو بھی حیرت ہوئی۔ اپنے طبیب سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ ان کا دل نہایت مطمئن تھا۔ اور قتل کا ذرا بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا۔ اس لئے خون اصلی حالت پر قائم رہا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب

حجاج بن یوسف سے برد آزما ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بیمار تھیں۔ آپ والدہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور مزاج پرسی کے بعد بولے "مرنے کے بعد آرام ہے"

حضرت اسماءؓ نے جواب میں فرمایا۔ شاید تمہیں میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہ کروں گی ایک تو یہ کہ تم شہید ہو جاؤ اور اور میں صبر کرلوں یا دوسرے تم فتح وظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں"

چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوگئے۔ تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماءؓ پیرانہ سالی کے باوجود اس عبرت گاہ میں آئیں۔ اور بجائے اس کے کہ غم کا اظہار کریں حجاج کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کیا اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا۔ کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔

مساوات کے عملی نمونے

ایک دفعہ مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک اعرابی (دیہاتی) بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابہ تشریف فرما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ آیا۔ آپ نوش فرما چکے تو حضرت عمرؓ کا منشاء تھا۔ کہ بقیہ دودھ حضرت ابوبکرؓ کو عنایت ہو۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) پہلے داہنی جانب والے کا حق ہے۔ اور بچا ہوا دودھ اعرابی کو عنایت فرمایا۔

حضرت سعد بن وقاصؓ اپنے قبیلہ کے سردار اور مالدار تھے۔ وہ شان امیری کی وجہ سے اپنے آپ کو غریبوں سے کچھ اونچا تصور کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا۔ (کس خیال میں ہو) یہی غریب تو ہیں۔ جن کی بدولت تم رئیس ہو۔ اور کھاتے پیتے ہو۔

ایک صحابی اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ غرباء اور مہاجرین حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور اس حلقے میں شامل ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ میں بھی ان کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب مہاجرین کو خوش خبری سنائی۔ کہ وہ مالداروں سے پہلے جنت میں جائیں گے کتنے دن پہلے جائیں گے۔ اس کی تعیین میں متعدد روایتیں ہیں۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے

ان فقراء المهاجرين يسبقون الاغنياء يومة الى الجنة باربعين

ترجمہ۔ یعنی فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

بہر حال بارگاہ نبوت میں امیر و غریب اور آزاد اور غلام سب یکساں تھے۔ حضرت بلالؓ، حضرت صہیب رومیؓ حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم جو غلام تھے۔ ان کا مرتبہ امراء اور رؤساء سے کم نہ تھا۔

تصحیح

اشاعت گزشتہ مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء میں صفحہ نمبر ۸ کے پیراگراف نمبر ۵ کو یوں پڑھا جائے۔

امریکہ کے سیاسی تجارب میں نیا اضافہ ہوا۔

وفاق المدارس پاکستان کا دوسرا سالانہ امتحان

ملتان۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان ملتان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ حسب سابق امسال فوقانی مدارس ملحقہ وفاق کا دوسرا سالانہ امتحان بتاریخ ۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ سے ۱۰ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ منعقد ہو رہا ہے۔ دورۂ حدیث میں مختلف ملحقہ مدارس کے ۲۰۸ طلبہ شریک امتحان ہو رہے ہیں۔ مغربی پاکستان میں آٹھ سنٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ ملتان۔ لاہور۔ کراچی چارسدہ۔ اکوڑہ خٹک۔ لونگ سرائے۔ ٹی۔ پشاور۔

بقیہ۔ رابعہ بصریؒ (بچوں کا صفحہ)

ٹوٹا پڑا ہے۔ آپ نے امداد دینے کی درخواست کی۔ حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ جو آپ کو اور امیروں کو دے سکتا ہے مجھے بھی دے سکتا ہے۔ تو کیوں نہ اس کی رضا میں رہیں۔ جس طرح وہ رکھے راضی ہوں۔

ایک دن ایک چور آیا۔ وہاں کیا تھا جو چراتا۔ جب وہ واپس لوٹنے لگا تو فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو۔ ضرور کچھ نہ کچھ ملے گا۔ وہ کچھ ملنے کے لالچ میں آکر نماز میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے خدا تعالےٰ کے حضور میں فریاد کی کہ اے مولا کریم! کھڑا کر دیا ہے تیرے حضور میں۔ یہ خالی نہ جائے، میرے مالک! یہ تیری شان کے خلاف ہے کہ یہ تیرے در سے محروم چلا جائے۔ اس کی جھولی بھر دے۔ چنانچہ چور کو نماز میں لطف آیا اور صبح تک سجدے میں پڑا رہا۔ آپ نے پوچھا تو کہا۔ زندگی بھر جو کچھ کھویا۔ معاف ہوا میری توبہ قبول ہو گئی اور ایک رات کے سجدے میں سب کچھ پا لیا۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے بخش دیا۔

ایک دفعہ آپ کے پاس دس مہمان آئے۔ گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ آپ نے مہمانوں کو دیکھ کر وہ بھی خیرات کر دیں۔ اتفاق سے کوئی آدمی چار روٹیاں لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا یہ ہمارا حصہ نہیں تھوڑی دیر کے بعد وہی آدمی پھر آیا اور بیس روٹیاں لایا اور کہا پہلے غلطی ہو گئی تھی کسی اور کے گھر جانا تھا آپ کے گھر چلا آیا۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی خدا تعالیٰ سے سودا کیا تھا اور دو روٹیاں دے کر بیس کی امیدوار تھی تاکہ مہمان سیر ہو جائیں کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود فرمایا ہے کہ دس گنا دونگا خدا کا شکر ہے کہ مہمانوں کا پیٹ بھر جائیگا۔ مگر آپ نے اسی طرح فاقے میں رات گذاردی۔

بچوں کا صفحہ

رابعہ بصریؒ

جناب حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل، لاہور

حضرت رابعہ بصریؒ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں۔ اسی لئے رابعہؒ نام رکھا گیا۔ آپ کے والد ایک خاموش طبیعت متقی اور صوفی منش پرہیزگار تھے۔ درویشی اور فقر کے ساتھ غربت بھی تھی۔ کہتے ہیں کہ جس دن حضرت رابعہ بصریؒ پیدا ہوئیں۔ دایہ تو درکنار دیا جلانے کے لئے گھر میں تیل تک موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی آپ کے والد کی خوددار اور غیور طبیعت نے کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے دیا۔ آپ کے والد کا نام اسمٰعیل تھا۔ غربت اور فقر و فاقہ دیکھ کر حضرت رابعہؒ بچپن ہی سے صابر و شاکر بن گئیں۔ قناعت اور سیر چشمی آپ کا شیوہ ہو گیا اور ساتھ ہی باپ کے نقشِ قدم پر چل کر خدا کی یاد میں وقت گذارنے لگیں۔ اکثر اوقات دن کو تلاوتِ جہر سے چشم پُرنم رہتی اور رات خاموش سجدہ ریزی اور آہ و زاری میں بسر کرتیں۔ کبھی ساری رات قرآن خوانی میں گذار دیتیں اور کبھی ساری ساری رات دعائیں مانگا کرتیں۔

بچپن میں ہی باپ کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا اور کچھ عرصہ کے بعد والدہ کی شفقت بھی ختم ہو گئی۔ یعنی وہ بھی عالمِ بقا کو رحلت کر گئیں۔ والدین کا آنکھیں بند کرنا تھا کہ آلام و مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ملک میں قحط پڑ گیا یہ حالت دیکھ کر حضرت رابعہؒ مایوس اور کھوئی کھوئی سی رہنے لگیں۔ قحط کا اثر غریبوں پر پہلے پڑتا ہے آپ کی تینوں بہنیں روٹی کی تلاش میں گئیں اور ایسی بچھڑیں کہ پھر کبھی نہ مل سکیں۔

افراتفری کے اس دَور میں حضرت رابعہؒ ایک ڈاکو کے ہاتھ آ گئیں۔ اس نے ایک تاجر کے ہاتھ اور تاجر نے کسی ظالم کے پاس بیچ دیا۔ جس نے آپ پر رنج و مظالم کے پہاڑ ڈھائے۔ مگر آپ ہمیشہ اُس کے کام محنت اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیتی رہیں۔ اور ساتھ ہی خوب رو رو کر خدا تعالےٰ کو یاد کرتیں اور دعائیں مانگتیں آپ کا جسم مبارک کمزور اور دبلا پتلا ہو گیا، بازو ٹوٹ گیا مگر آپ یادِ الٰہی سے کبھی غافل نہ ہوتیں اور اس کی حمد و ثنا میں کبھی تساہل نہ برتتیں۔

ایک رات آپ نہایت آہ و زاری اور گریہ و بکا سے دعا مانگ رہی تھیں کہ آپ کا آقا بھی آن پہنچا۔ آپ نے خدا کے حضور میں جو عاجزی اور انکساری پیش کی اور خداوند تعالےٰ سے فریاد کی تو آپ کا آقا کانپ گیا اور آپ کو آزاد کر دیا۔ دنیا سے بیزار ہو چکی تھیں بس زُہد و تقویٰ اور دعا و تسبیح میں مصروف ہو گئیں۔ بڑے بڑے امام، بزرگ اور ولی آپ کے پاس آتے اور فیض حاصل کرتے حضرت ابو سفیانؒ ثوری اور حضرت مالکؒ بن دینار اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔

ایک دن ایک تاجر نے روپوں کی تھیلی پیش کی آپ نے لوٹا دی۔ پھر وہ ایک ہزار طلائی دینار لایا اور ساتھ ہی مکان کی پیشکش بھی کی۔ آپ قبول فرما کر اس کے مکان میں منتقل ہو گئیں مگر مکان کی ٹیپ ٹاپ دیکھ کر واپس چلی آئیں کہ توبہ و استغفار اور فکر و عبادات میں حائل ہوتا ہے

ایک دن حضرت مالکؒ بن دینار آئے اور دیکھا۔ کہ بوریا پھٹا ہوا ہے اور پیالہ

(باقی صـ۱ پر)

خدام الدین - لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء



(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)